باب#۱۰۷

مکہ سے باہر!

۱۸۴ غار سے یثرب کے لیے، مگر مخالف سمت میں!

۱۸۵ ایک انجانے راستے پر

۱۸۶ ایک چٹان کے زیرِ سایہ آرام

۱۸۷ ایک چرواہے سے ملاقات اور دودھ کا انتظام

۱۸۷ راہ دکھانے والا رسول

۱۸۸ مہاجروں کے تعاقب میں سراقہ بن مالک

۱۹۱ اُمِّ معبد کے خیمے میں

۱۹۳ یثرب کی جانب رواں، قبا میں قیام!

باب#۱۰۷

مکہ سے باہر!

۱۳ستمبر ۶۲۲ء پیر

غار سے یثرب کے لیے، مگر مخالف سمت میں!

جب قریش کے دلوں اور دماغوں کو اللہ نے مایوسی کا شکار کر دیا اور اُنھیں یقین آگیا کہ وہ محمد ﷺ کو نہیں پکڑ سکیں گے تو تلاش کی مہمات پہلے دن سست ہوئیں پھر دوسرے دن مزید سست ہوئیں اور تیسرے دن وہ مایوس ہو کر بیٹھ گئے، دو سو اونٹوں کے انعام کے لالچ میں عرب کے دوسرے لوگ تو مکہ اور یثرب کے درمیانی علاقوں کو چھانتے رہے مگر خود قریش مکہ نے تلاش سے ہاتھ اُٹھالیا، راستوں پر سے پہرے ہٹ گئے۔ آپ کو اُن کے احساسات اور سرگرمیوں کی اطلاعات مل رہی تھیں۔ آج ۱۳ستمبر بروز پیر جب رسول اللہ ﷺ نے حالات کو سازگار پایا تو شب میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اُن کے غلام عامر بن فہیرہؓ کے ہمراہ یثرب کے لیے عازم سفر ہو گئے۔ عبد اللہ بن اریقط لیثی سے، جو صحرائی اور بیابانی راستوں کا ماہر تھا، پہلے ہی اجرت پر مدینہ تک پہنچانے کا معاملہ طے ہو چکا تھا۔ یہ شخص ابھی قریش ہی کے دین پر تھا لیکن قابل اطمینان تھا۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ عبد اللہ بن اریقط وہی آدمی ہے جسے نبی ﷺ نے طائف سے واپسی پر کوہِ حرا کے دامن سے تین مرتبہ مختلف لوگوں کے پاس طلبِ جوار کے لیے بھیجا تھا[کاروانِ نبوت، جلد پنجم، طبع اوّل، صفحہ ۲۲۸]۔ اس لیے سواریاں اس کے حوالے کر دی گئی تھیں اور طے ہوا تھا کہ تین راتیں گزر جانے کے بعد وہ دونوں سواریاں لے کر غار ثور پہنچ جائے گا۔[روایات کے مطابق ایک اونٹ مزید اور خریدا گیا] چناں چہ پیر کی رات جو ربیع الاول ۱۴ نبوی کی چاند رات تھی (مطابق ۱۳، ستمبر ۶۲۲ء) عبد اللہ بن اریقط اونٹنیاں لے کر آگیا، یہ اونٹنیاں ابو بکرؓ نے سفر ہجرت ہی کے لیے تیار کی تھیں اور وہ اُنھیں بیعتِ عقبہ ثانی کے بعد سے لمبے سفر کے لیے کھلا پلا کر فربہ کر رہا تھا۔ نبی ﷺ کو اگرچہ آپؐ کے دوست نے ہدیتاً پیش کی تھیں لیکن آپؐ نے ہجرت جیسے مبارک سفر کے لیے اِسے اصرار سے قیمتاً خریدا؛ وجہ صاف ظاہر ہے کہ آپؐ ہجرت جیسی ایک عظیم عبادت کو سرانجام دے رہے تھے، اس میں ممکنہ حد تک انسان کا ذاتی طور پر شامل ہونا مستحسن تھا، یہ اللہ کے حضور ایک نذر گزاری جا رہی تھی، یہ اونٹنی نبی ﷺ کی ذاتی

خریدی ہوئی ملکیت بنی، تازندگی یہ آپؐ کی ملکیت رہی۔ اس اونٹنی کا نام قصویٰ تھا، اسی پر سوار ہو کر مدینے کی گلیوں میں گھوم گھوم کر اس نے نبی ﷺ کے قیام کے لیے اللہ کے حکم سے ابوایوب انصاریؓ کے گھر کا انتخاب کیا۔ یہی اونٹنی جب حدیبیہ پہنچ کر رک گئی اور آگے نہیں بڑھتی تھی تو اس کے سوارؐ نے کہا اِس کو اُسی [اللہ] نے روکا ہے جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو روکا تھا۔ آج اگر مکے سے نکلتے [ہجرت کرتے] ہوئے آپؐ اِس پر سوار تھے تو کچھ ہی عرصے بعد فتح مکہ کے دن، جب دوبارہ اُسی شہر میں داخل ہوئے تب بھی اسی قصویٰ پر سوار تھے۔ اللہ، اللہ ! ایک اونٹنی کو اُس کے مبارک سوارؐ نے کیا عزت و وقعت عطا کی کہ آج ڈیڑھ ہزار برس بعد اُس کا تذکرہ لکھ کر لکھنے والا اپنے آپ کو اپنی نظروں میں معزز پاتا ہے۔ نبیؐ کے اچھے اور مخلص دوست ابو بکرؓ، تم نے کیسی اچھی نذر گزاری!

جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی تین راتیں گزر گئیں تو پیر کی شام کو آپ نے ربیع الاوّل کا نیا چاند دیکھا، احمد بن حنبلؒ کی روایت کے مطابق، جسے دیکھتے ہی آپؐ نے یوں کہا" اے نیکی اور راہ نمائی کے ہلال، میرا ایمان اُس ذات پر ہے، جس نے تجھے تخلیق کیا"۔ اسی شام ذرا روشنی کم ہونے پر اسماء بنت ابی بکرؓ لمبے سفر کے لیے، جو ممکن تھا پکا کر اور بنا کر لے آئیں۔ مگر تھیلے کو کجاوے کے ساتھ لٹکانے والا بندھن ساتھ نہ لائیں یا بھول گئیں۔ جب روانگی کا وقت آیا اور اسماءؓ نے سامانِ طعام اونٹ پر کجاوے کے ساتھ لٹکانا چاہا تو دیکھا کہ اس میں بندھن ہی نہیں ہے۔ انھوں نے اپنا پٹکا [اُس وقت کے رواج کے مطابق ایک دوپٹے نما ہلکی چادر یا باریک شال، جو خواتین کمر پر باندھتی تھیں] کھولا اور دو حصوں میں چاک کر کے ایک میں توشہ لٹکا دیا اور دوسرا کمر میں باندھ لیا، اس بنا پر اُن کا لقب دو پٹکوں والی [ذاتُ النّطاقین] مشہور ہو گیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ نے کوچ فرمایا۔ عامر بن فُہیرہؓ بھی ساتھ تھے۔ عبداللہ بن اریقط کی رہ نُمائی میں تینوں نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔

۱۴-۱۵ ستمبر ۶۲۲ء منگل اور بدھ

ایک انجانے راستے پر

جبلِ ثور سے نکل کر یثرب کے بجائے مخالف سمت میں خوب دور تک گئے۔ پھر مغرب کی طرف مڑے اور ساحل سمندر کی طرف چلے۔ پھر کہیں ایک مقام پر پہنچ کر شمال کا یعنی یثرب کا رخ کیا، اب تک کا سارا سفر مدینے کی جانب نہیں تھا یہ ایسا راستا تھا، جس سے لوگ واقف نہ تھے۔ یہ راستہ ساحل بحرِ احمر کے قریب ہی تھا اور بہت ہی کم اس راستے کو کوئی اختیار کرتا تھا۔ چند روز آپؐ اسی راستے پر چلتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ اس راستے میں جن مقامات سے گزرے ابن اسحاق نے ان کا تذکرہ کیا ہے، جسے ابنِ ہشام میں دیکھا جا سکتا ہے، اُس کا نقل

کرنا سعودیہ کے قدیم علاقوں کے جغرافیے سے ناواقف طبقے کے لیے زیادہ فائدہ مند نہیں لیکن اس ادراک کے لیے کہ کس طرح ہمارے اصحاب سیر نے تفصیلات کو محفوظ رکھا ہے ہم نقل کر رہے ہیں۔ابن ہشام کے بیان کردہ راستے کے ایک ایک مقام کو نمبر وار ہم نے صفحہ ۴۹۶ پر دیے گئے نقشے میں دکھایا ہے،ابنِ ہشام لکھتے ہیں:

"جب راہ نما آپ دونوں کو ساتھ لے کر نکلا تو زیرین مکہ سے لے چلا پھر ساحل کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا زیرین عسفان سے راستہ کاٹا، پھر زیرین اجح سے گزرتا ہوا آگے بڑھا اور قدید پار کرنے کے بعد پھر راستہ کاٹا اور وہیں سے آگے بڑھتا ہوا خرار سے گزرا۔ پھر ثنیۃ المرہ سے، پھر لقف سے، پھر بیابان لقف سے گزرا، پھر مجاح کے بیابان میں پہنچا اور وہاں سے پھر مجاح کے موڑ سے گزرا۔ پھر ذی العضوین کے موڑ کے نشیب میں چلا۔ پھر ذی کشر کی وادی میں داخل ہوا۔ پھر جداجد کا رخ کیا۔ پھر اجرد پہنچا اور اس کے بعد بیابان تعہن کے وادیٔ ذو سلم سے گزرا۔ وہاں سے عبابید اور اس کے بعد فاجہ کا رخ کیا۔ پھر عرج میں اترا۔ پھر رکوبہ کے داہنے ہاتھ ثنیۃ العائر میں چلا، یہاں تک کہ وادی رئم میں اترا اور اس کے بعد قباء پہنچ گیا۔"(ابن ہشام ۴۹۱/۱، مطبوعہ الفیصل لاہور ۴۹۲)

ایک چٹان کے زیرِ سایہ آرام

بخاری کی ایک روایت کے مطابق خود ابو بکر صدیقؓ بیان کرتے ہیں کہ: ہم لوگ (غار سے نکل کر) رات بھر اور دن میں دوپہر تک چلتے رہے۔ جب ٹھیک دوپہر کا وقت ہو گیا، راستہ خالی ہو گیا اور کوئی گزرنے والا نہ رہا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی جس کے سائے کو دھوپ نے ختم نہیں کیا تھا۔ ہم وہیں اتر گئے۔ میں نے اپنے ہاتھوں

مکے سے یثرب تک کے سفر کے اہم سنگ ہائے میل	قمری و شمسی تواریخ	دن
ہجرت کا مکہ سے آغاز اور تین دن تک مکہ کے قریبی غار ثور میں مخفی ہونا۔	۲۶ صفر المظفر، ۹ ستمبر ۶۲۲ء	پہلا دن، جمعرات
مکہ کی حدود سے خارج ہونا اور یثرب کی طرف آٹھ روزہ سفر کا آغاز	یکم ربیع الاول ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء	پانچواں دن، پیر
یثرب کے نزدیک قبا میں تشریف آوری۔ تعمیر مسجدِ قباء	۸ ربیع الاول ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء	بارہواں دن، پیر
یثرب کے لیے روانگی، رستے میں بنو سالم بن عوف کی آبادی میں جمعہ کی نماز کی ادائیگی۔ نماز کے بعد نبی ﷺ یثرب منتقل ہوئے اور شہر کا نام تبدیل ہو کر مدینۃ النبی ہو گیا۔	۱۲ ربیع الاول ۲۴ ستمبر ۶۲۲ء	سولہواں دن، جمعہ

سے نبی ﷺ کے سونے کے لیے ایک جگہ ہم وار کی اور اس پر ایک پوستین بچھا کر گزارش کی اے اللہ کے رسول ! آپؐ سو جائیں اور میں آپؐ کے گرد وپیش کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔ آپؐ سو گئے اور میں آپؐ کے گرد وپیش کی دیکھ بھال کے لیے نکلا۔

ایک چرواہے سے ملاقات اور دودھ کا انتظام

دیکھا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں لیے چٹان کی جانب آرہا ہے، اُسے بھی اس چٹان سے وہی سایہ درکار تھا جس کے لیے ہم یہاں رُکے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: اے جوان تم کس کے آدمی ہو؟ اس نے مکہ یا مدینہ کے کسی آدمی کا ذکر کیا۔ میں نے کہا: تمھاری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے پوچھا کہ کیا میں اِن سے کچھ دودھ نکال سکتا ہوں؟ اس نے کہا: ہاں اور ایک بکری پکڑی، میں نے کہا: ذرا تھنوں کو مٹی ، بال اور تنکے وغیرہ سے صاف کرلو۔ اس نے ایک کاب میں تھوڑا سا دودھ دوہا اور میرے پاس ایک چرمی لوٹا تھا جو میں نے رسول اللہؐ کے پینے اور وضو کرنے کے لیے رکھ لیا تھا۔ میں رسول اللہؐ کے پاس آیا لیکن گوارانہ ہوا کہ آپؐ کو جگاؤں۔ چناں چہ جب آپؐ بیدار ہوئے تو میں آپؐ کے پاس آیا اور دودھ پر پانی انڈیلا یہاں تک کہ اس کا نچلا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ ! پی لیجیے۔ آپؐ نے پیا، یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! ہم لوگوں نے پھر رختِ سفر باندھا۔ (رواہ البخاری)

راہ دکھانے والا رسول

اس سفر میں ابو بکرؓ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا کرتے تھے۔ چوں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر عمر کے آثار زیادہ نمایاں تھے۔ اس لیے اُس وقت کے عرب کلچر کے مطابق لوگ جسے عمر میں زیادہ گمان کرتے اُس کی طرف توجہ دیتے۔ نبی ﷺ پر ابھی عمر کی زیادتی کے آثار غالب نہیں تھے۔ چناں چہ راہ میں کوئی آدمی ملتا تو وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی سے پوچھتا کہ یہ آپ کے آگے کون سا آدمی ہے؟ آپ جواب دیتے کہ یہ آدمی مجھے راہ دکھاتا ہے۔" اس سے سمجھنے والا سمجھتا کہ وہ یہی راستہ مراد لے رہے ہیں جس پر اونٹ جا رہے ہیں، حالاں کہ وہ دین کے سیدھے راستے کا تذکرہ کر رہے ہوتے تھے۔

۱۶ ستمبر ۶۲۲ جمعرات

چلتے چلتے تین روز ہو چکے ہیں اور اب چوتھا شروع ہوا چاہتا ہے۔ مقام حجفہ پہنچے جہاں سے مکہ کی شاہراہ کو

چھوڑ کر مدینہ کی طرف مڑنا ہوتا ہے، یہاں سے یہ مختصر قافلہ یثرب کی جانب مڑ گیا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ مکہ کی شاہ راہ سے مڑتے ہوئے اپنے شہر مکّے کو چھوڑنے کا احساس نبی ﷺ کو فزوں تر ہو گیا اور بتقاضائے بشری آپؐ نے مکہ کی حرماں نصیبی پر افسردگی کو محسوس کیا، اس موقع پر جبرئیل امین نے آٹھ برس قبل، چھٹے سالِ نبوت میں نازل ہونے والی سورۃ القصص کی آیت ۸۵ آپؐ کو یاد دہانی کے طور پر سُنائی [واللہ اعلم] جس سے آپؐ کو اپنے بہترین انجام کی یقین دہانی ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَنۡ جَآءَ بِالۡہُدٰی وَ مَنۡ ہُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۸۵﴾ اے نبیؐ، یقین جانو کہ جس نے یہ قرآن تم پر فرض کیا ہے وہ تمھیں ایک بہترین انجام کو پہنچانے والا ہے۔ اِن لوگوں سے کہہ دو کہ میرا رب خُوب جانتا ہے کہ ہدایت لے کر کون آیا ہے اور کون کھُلی گمراہی میں مبتلا ہے۔ .... [سورۃ القصص: ۸۵]

مہاجروں کے تعاقب میں سراقہ بن مالک

جیسا پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ قریش جب نبی ﷺ کو یک بارگی بارہ تلواروں سے قتل کرنے میں ناکام ہو گئے اور آپؐ اُن کے سروں میں دھول جھونکتے ہوئے اس طرح نظروں سے اوجھل ہو گئے کہ کوئی سراغ ہی نہیں مل رہا تھا تو اعلان کیا کہ نزدیک و دور کا جو بھی شخص محمد (ﷺ) یا ابو بکرؓ کو قتل کر دے گا یا گرفتار کر کے لائے گا تو اس کو ہر ایک کے بدلے خوں بہا کے برابر یعنی سو اونٹ انعام دیا جائے گا، انعام حاصل کرنے کے لیے بہت لوگ آپؐ کی تلاش کی مہم جوئی پر نکلے ہوئے تھے۔ قریش کے قاصد مکہ کے اطراف میں دور و نزدیک ہر بستی میں انعام کا یہ اعلان پہنچا رہے تھے۔ بنی مدلج کا وطن، رابغ مکہ اور یثرب کے درمیان واقع تھا۔ بنی مدلج کے سردار سُراقہ بن مالک بن جعشم کو اس انعام کے اعلان کی اطلاع قریش کے قاصدوں کے پہنچنے سے پہلے ہی غالباً کسی اور تلاش میں سرگرداں آدمی کے ذریعے ہو گئی تھی۔ وہ بھی تیر کمان لے کر اپنے عود نامی سبک رفتار گھوڑے پر سوار آپ ﷺ سمیت دوسرے دو سوار کی تلاش میں نکل گیا۔

سُراقہ اِن کی تلاش میں کافی دیر سرگرداں رہا، لیکن اُس کو یثرب جاتے کوئی دو افراد نہیں ملے، بہت تھک جانے کے بعد رابغ کے نواح میں واقع قدید نامی بستی میں اپنے گھر واپس آگیا اور ہتھیار رکھ کر ذرا سستانے کے لیے چوپال میں آبیٹھا تھا، جہاں چند اور لوگ بھی بیٹھے تھے، اسی اثنا میں قریش کا ایک قاصد آیا،

اُس نے ان لوگوں کو بھی ابن ابی کبشہ اور ابو بکر بن قحافہ کو پکڑلانے پر سو، سواونٹوں کے انعام کے متعلق بتایاتو ایک شخص بولا: "میں ابھی سفر سے واپس آرہاہوں۔ راستے میں مجھے تین آدمی ملے۔ میرا خیال ہے کہ ان میں دوتووہی تھے جن کی تلاش پر انعام رکھا گیا ہے اور تیسرا ان کو راستہ بتانے والا ہوگا۔ مجلس میں بیٹھے سراقہ بن مالک نے کہا: نہیں، میں انھیں جانتا ہوں، وہ لوگ تو اپنی گم شدہ اونٹنی تلاش کر رہے تھے۔ سراقہ نے ایسا اس لیے کہا کہ وہ جان گیا کہ وہی اُس کا اصلی شکار ہوں گے مگر، وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ خطیر انعام کوئی اور لے اُڑے، اِس لیے اُس نے اِن لوگوں کو انعام پانے کی کوشش میں گم راہ کرنے کی خاطر ایسی بات کہہ دی کہ "وہ لوگ تو اپنی گم شدہ اونٹنی تلاش کر رہے تھے"۔

کچھ دیر بعد سراقہ جلدی جلدی اپنے گھر واپس گیا، ہتھیار اُٹھائے اور اپنے سبک رفتار عزیز گھوڑے کو لیا چوپال میں بیٹھے شخص کی بتائی گئی جگہ کی سمت میں، یثرب جانے والے راستے پر جہاں اُس نے تین سواروں کو یثرب کی جانب محوِ سفر دیکھا تھا اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑانا شروع کر دیا۔ میلوں سفر کے بعد اُس نے اپنے آگے دو اونٹ دیکھے، جن میں سے ایک پر دو آدمی اور ایک پر ایک تھا۔ اکٹھے دو سو اونٹوں کا قریش سے انعام ملنے کے تصور سے وہ خوشی سے بے خود ہو گیا۔ اُس نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ اب وہ آگے جانے والوں کے خاصا قریب پہنچ چکا تھا۔ اچانک اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔ سراقہ نے اس وقت آپ ﷺ کا پیچھا کیا تھا۔ جب آپؐ قدید سے آگے نکل چکے تھے۔ سراقہ نے جوں ہی نبی ﷺ کے چار رُکنی قافلے کو دیکھا تو عرب کے رواج کے مطابق اس نے ترکش سے فال کے تیر نکالے کہ تعاقب کرنا چاہیے یا نہیں؟ فال الٹی نکلی مگر پھر بھی لالچ میں گھوڑا دوڑایا، ابو بکرؓ ہر طرف نظر رکھے ہوئے محتاط چل رہے تھے، گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سن کر چوکنے ہو گئے اور اپنے دوست سے کہا: یارسول اللہ! کوئی ہمارے تعاقب میں آرہا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: گھبرانے کی ضرورت نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے، گھوڑے نے دوبارہ ٹھوکر کھائی تو سُراقہ نے پھر فال دیکھی جو دوبارہ اس کی مرضی کے خلاف نکلی، دو سو اونٹوں کا لالچ بہت تھا، فال پر لعنت بھیجی جا سکتی تھی، اُس نے پیچھا جاری رکھا۔ اللہ کے نبیؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ پیچھا کرنے والے کے شر سے بچائے ۔ سراقہ جب گھوڑے پر سوار ہو کر نئے عزم کے ساتھ بڑھا تو پھر تیسری بار ٹھوکر کھائی مگر اِس مرتبہ گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے، یہ دیکھ کر اس کی ہمت ٹوٹ گئی اور سمجھ گیا کہ غیبی طاقت محمد ﷺ

کی محافظ ہے، حقیقت میں ایسا ہی تھا، قتل کے ارادے سے دروازے پر بیٹھے بارہ سرداران کے درمیان سے نکل کر غارِ ثور سے یہاں تک ہر جگہ اللہ ہی تھا جو معجزاتی انداز میں آپؐ کی حفاظت کر رہا تھا۔ اللہ اپنے بندوں کی جب چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ ”سراقہ نے آواز لگائی، اے محمد (ﷺ) میرا سارا ساز وسامان لے لیں، میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب اس مصیبت سے نکل گیا تو واپس ہو جاؤں گا، اور آپؐ کے تعاقب میں آنے والوں کو بھی ادھر نہیں آنے دوں گا۔“ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، زمین نے گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دیئے، اُس سے کہا گیا جاؤ واپس لوٹ جاؤ، سامان کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں، البتہ لوگوں کو ہمارے تعاقب میں نہ آنے دینا۔

سراقہ ابن مالک حیران بھی تھا، خوف زدہ بھی اور
مبارک ہستیوں کا مشکور بھی۔
اس نے واپسی کی طرف چند قدم بڑھائے،
پھر رک گیا اور بلند آواز سے بولا'
اے محمدؐ! مجھے یقین ہے کہ آپؐ کا دین پورے عرب میں غالب ہو کر رہے گا،
مجھ سے وعدہ کریں جب میں آپؐ کی سلطنت میں آؤں، تو میری قدر دانی ہو گی،
مہربانی کر کے یہ وعدہ مجھے لکھ دیں
نبی اکرم ﷺ نے ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ یہ وعدہ اُسے لکھ دیا جائے۔
تو انھوں نے
وہاں پر دستیاب ایک ہڈی پر یہ وعدہ لکھ کر اس کے حوالے کر دیا۔
وہ پلٹا تو رسول اللہ ﷺ نے کہا:
اے سراقہ بن مالک! جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے تو تمھیں کیسا لگے گا؟
سراقہ حیران ہو کر بولا:
”کسریٰ ہرمز، شہنشاہِ ایران کے کنگن!
زبانِ رسالت نے تصدیق کی، ہاں کسریٰ بن ہرمز کے کنگن!
چار رکنی قافلہ، سراقہ بن مالک کو حیران چھوڑ کر یثرب کی طرف بڑھ گیا۔

سراقہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اسے کچھ لوگ ملے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر رہے تھے۔ اُس نے اُن سے کہا، تمھاری تگ و دو فضول ہے، میں نے تلاش میں چپہ چپہ چھان مارا ہے، تم جانتے ہو کہ پاؤں کے نقوش دیکھنے میں میرا جیسا کوئی نہیں، جلدی جاؤ، انھیں کہیں اور تلاش کرو۔ ڈھونڈنے والے سراقہ کے کہنے پر واپس چلے گئے۔

خلیفہ دوم عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں سعدؓ بن ابی وقاص نے ایران فتح کر کے شہنشاہِ ایران کسریٰ بن ہرمز کی ساری دولت مدینہ روانہ کی:

امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سُراقہ کو طلب فرمایا اور
حکم دیا گیا کہ اِسے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں،
امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ **اللہ اکبر، اللہ اکبر** کی تکبیر با آواز بلند دہرا رہے تھے۔
پھر زرِبفت کا کمر پٹہ، ہیروں اور جواہرات سے مرصّع تاج پہنایا گیا، اور
امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھاؤ اور کہو:
"تعریف ہے اُس اللہ کی، جس نے یہ چیزیں کسریٰ بن ہرمز سے چھین لیں،
جو کہتا تھا کہ میں لوگوں کا رب ہوں اور
اور یہ چیزیں بنی مدلج کے ایک بدّو سُراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنا دیں"۔

۱۷ ستمبر ۶۲۲ء جمعہ

اُمِّ معبد کے خیمے میں

پانچویں روز آپؐ مکے سے ایک سو تیس (۱۳۰) کیلو میٹر دور قبیلہ خزاعہ کی مشہور خاتون اُمّ معبد کے خیمے پر پہنچ گئے۔ اُمّ معبد کا یہ خیمہ قدید کے اطراف میں ہے، یہ اپنی مہمان نوازی اور ذہانت کے لیے مشہور خاتون تھیں۔ ہاتھوں کے حصار میں گھٹنے ڈالے خیمے کے صحن میں بیٹھی رہتیں اور آنے جانے والے کو کھلاتی پلاتیں اور ممکنہ تواضع کرتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ تمھارے پاس کچھ [خوراک] ہے؟ بولیں: واللہ، اگر کچھ ہوتا تو آپ لوگوں کو پیش کرنے میں ہرگز دیر نہ ہوتی، بکریاں بھی دور کسی علاقے میں چرنے گئی ہوئی ہیں۔ یہ قحط کا زمانہ تھا۔ خیمے کے ایک گوشے میں آپؐ نے ایک بکری کو دیکھا۔ فرمایا: ام معبد، یہ بکری کیسی ہے؟ بولیں: یہ کمزوری کے باعث ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکی ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا کہ اس

میں کچھ دودھ ہے ؟ بولیں: کم زور بکری ایسی کہاں ہے کہ دودھ دے سکے۔ آپؐ نے فرمایا: اجازت ہے کہ اسے دُوھ لوں؟ بولیں: ہاں، میرے ماں باپ تم پر قربان۔ اگر تمھیں اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے تو ضرور دُوھ لو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا، اللہ کا نام لیا اور برکت کی دعا کی۔ بکری نے پاؤں پھیلا دیئے۔ تھن میں بھرپور دودھ اُتر آیا۔ آپؐ نے ام معبد کا ایک بڑا سا برتن لیا، جس میں اتنا دودھ آسکتا تھا کہ کافی لوگ پی کر سیر ہو جائیں پھر اتنا دُوھا کہ جھاگ اوپر آگئے۔ ام معبد کو پلایا، وہ جی بھر کے پی چکیں تو اپنے تینوں ساتھیوں کو پلایا، وہ بھی جتنا خوشی سے پی سکتے تھے پی چکے تو خود پیا، پھر دوبارہ اُسی برتن میں اتنا دودھ دُوھا کہ برتن بھر گیا اور اسے اُمِّ معبد اور اُس کے شوہر کے لیے چھوڑ کر آگے چل پڑے۔

مبارک مسافروں کو گزرے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اُمِّ معبد کے شوہر ابو معبد، مریل چال چلتی اپنی دبلی، دبلی کمزور بکریوں کو ہانک لائے۔ دودھ دیکھا تو بہت حیرت ہوئی۔ پوچھا: یہ کہاں سے آیا؟ بکریاں تو گھر سے دور تھیں اور کوئی دودھ دینے والی بکری یہاں نہ تھی۔ بولیں: واللہ! اس کے سوا کوئی خاص بات نہیں کہ ہمارے پاس سے ایک بابرکت آدمی گزر گیا ہے۔ ابو معبد نے کہا: یہ تو وہی صاحب قریش معلوم ہوتا ہے، جس کی وہ تلاش میں ہیں۔ اچھا ذرا اس کی کیفیت تو بیان کرو۔ اس پر اُمِ معبد نے نہایت دل کش انداز سے آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کا ایسا نقشہ کھینچا کہ سنیں تو ایسا لگے کہ آپ ﷺ سامنے ہیں-اُم معبد کو نبی ﷺ سے نہ تو کوئی تعارف تھا نہ کسی طرح کا تعصب؛ بلکہ جو کچھ دیکھا من وعن کہہ دیا، عربی کا اصل متن انسانی کلام کے اعلیٰ ترین نمونوں میں سے ایک چیز ہے، مگر اردو میں اس کا جو ترجمہ منصور پوریؒ نے کیا ہے، وہ بھی غضب کا ہے اور متعدد سیرت نگاروں نے اُسے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ [اگلے صفحے کی پشت پر ملاحظہ فرمائیے] اُم معبدؓ اور اُن کے شوہر دونوں نے آپؐ کے مدینے پہنچ جانے کے بعد کسی وقت نبی ﷺ کے پاس آکر اسلام قبول کیا۔

☆☆☆☆☆